اسرار احمد کولاچی
پی ایچ-ڈی سکالر (اُردو)
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد
ڈاکٹر ارشد محمود آصف (ارشد معراج)
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ریڈیو کا ارتقائی سفر، ریڈیو پاکستان اور ادب کی خدمات

This article mainly consists of three parts:first is the evolution of radio, the second is development of radio as Radio Pakistan, and the third one is the services rendered by Radio Pakistan in the field of Urdu literature. The Radio was an elementary media of mass communication in the beginning of 20th century when there was no alternate electronic media of communication in existence in the world.Thereafter radio was established in the sub-continent which played a very important role in the awakening of public. After independence, first radio station was established in 1948 in Karachi. Before independence in Peshawar, Lahore and Dhaka, radio stations were already established. Radio Pakistan provided a strong platform for promotion of Urdu literature. Radio Pakistan also introduced very legendary personalities of literature known throughout the World. Z.A. Bukhari was one of such illuminated personalities who led the Radio Pakistan in its early years.

آج کل گلوبل ولیج کی ایک اصطلاح مروج ہے۔جس سے مراد یہ ہے کہ پوری دنیا آپس میں انتہائی قریب آ چکی ہے۔ دنیا کو قریب سے قریب تر لانے میں کن چیزوں نے بھر پور کردار ادا کیا، ان کی دریافت کیونکر ہوئی، کن عوامل نے آمادہ کیا کہ پوری دنیا میں آپس میں رابطہ بڑھایا جائے اور یہ کیسے ممکن ہوا؟؟ یہ سوالات بہت اہم رہے ہیں ۔گو آج آواز کی رفتار سے تیز جہاز، راکٹ اور مزائیل ہیں۔آئی ٹی کی ایجادات اور موبائل فون سے اس کی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ کئی ایجادات نے ترسیل کو بے انتہا تیز رفتار کر دیا ہے جس کے باعث دنیا ایک دوسرے کے انتہائی قریب آ گئی ہے پیغام ہو یا فوجی حملہ، کرنسی کی ترسیل ہو یا خبریں، ہر چیز

دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک فوری طور پر پہنچ جاتی ہے۔اس حیرت انگیز عہد کا نقطۂ آغاز فون اور تار کے بعد ریڈیو ہی بنا۔جس نے اپنی ایجاد سے پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔نئے عہد کی ایجادات میں سے ریڈیو ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اس کی ابتدا بظاہر تو انیسویں صدی کے آخر میں ہوتی دکھائی دیتی ہے، ریڈیو کی مدد سے بیسویں صدی کے ابتدا ہی سے مختلف انواع واقسام کے کام لیے جانے لگے ،مثلاً تفریحی ،تعلیمی ،معلوماتی ، پروپیگنڈا، ذہن سازی وغیرہ۔

ریڈیو، عام فہم زبان میں اس آلے کو کہا جاتا ہے جس سے ہم لوگ دور دراز کی آواز سن سکیں یعنی خبریں، موسیقی، ڈرامہ، فیچر یا کسی بھی نوعیت کا پروگرام (صوتی صورت میں) گھر بیٹھے سن سکتے ہیں۔اس ریڈیو سیٹ کی مدد سے ہم لوگ نہ صرف اپنے علاقے، ملک بلکہ دیگر اقوام وممالک کے خیالات، خبریں، تفریحی نوعیت کے پروگرام بہ آسانی اور بالکل صاف سن لینے کی سکت رکھتے ہیں۔ بہر حال ریڈیو کے لفظ کے بارے میں عام انگریزی لغت میں ''بغیر تار کے آواز'' پہنچانا، ایسا آلہ جس کی مدد سے دور دراز کی آواز سن سکنا کے معنی ظاہر ہوتے ہیں۔ گویا دور دراز کی ایسی آواز جو کہ ایک مخصوص جگہ سے برقی رو میں سے ہو کر لہروں کی مدد سے موصول ہونے والی آواز جسے ایک آلے کی مدد سے سنا جا سکے، اس آلے کو ریڈیو کہا جانے لگا۔

دراصل مغربی اقوام نے نشاۃ ثانیہ کے بعد علم کے شعبے میں عموماً اور سائنسی علوم کے حوالے سے خصوصاً بہت زیادہ کام کیا اور اسے عام کرنے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا۔ان محنتوں اور کاوشوں کے سبب نت نئے تجربات ہونے لگے اور نئی دریافتیں منظر عام پر آنے لگیں۔انیسویں صدی کی چھٹی کی دہائی میں دریافتوں کی دوڑ میں جیمس کلارک میکس ویل نے برقی مقناطیسی لہروں کو ڈھونڈ نکالا۔ یہی ایجاد آگے چل کر انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ریڈیو کے لئے مددگار ومفید ثابت ہوئی۔ دور جدید میں ریڈیو کی آمد کا روشنی کی رفتار معلوم کرنا، پیش خیمہ ثابت ہوا جو کہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد ریڈیو نمودار ہوا۔مغربی ممالک کے سائنسدانوں نے اپنی شبانہ روز محنت کے باعث یکے بعد دیگرے ایجادات کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۸۹۸ء میں تاروں کی مدد سے ٹیلی فون کا استعمال شروع ہو گیا تھا۔ دراصل سائنسدانوں کا خیال تھا کہ پیغام رسانی کے لیے کوئی ایسی ایجاد کر ڈالیں کہ تار کی ضرورت نہ پڑے اور آواز بھی اپنی اصلی روح میں پہنچے۔ بالآخر اٹلی کے جواں سال نامور سائنسدان گگلیمو مارکونی نے اس مقصد کو حاصل کر لیا، اس نے ریڈیائی لہروں کی دریافت کی اور دور دراز تک اپنی آواز بغیر تاروں کے پہنچانے کا نظام بنانے میں کامیاب ہوا، اس نظام کے تحت آواز کی رکاوٹ میں

بحروبر، بلندو بالا پہاڑ وآسمان سے باتیں کرتی ہوئی عمارتیں بھی حائل نہیں ہوسکیں۔اس ایک لمبے اور محنت طلب سفر کے بعد ریڈیوایجاد پذیر ہوا۔آگے چل کر ریڈیو کے نظام کو عام کرنے اور اس سے تجارتی بنیادوں پر کام لینے کی سعی وکوشش بھی مارکونی نے کی،اس کے بارے میں ڈاکٹر اقبال اسدی رقمطراز ہیں:

> ریڈیو کے نظام کو تجارتی بنیادوں پر سب سے پہلے استعمال کرنے کا سہرا بھی مارکونی کے سر ہے۔اس کی قائم کردہ کمپنی (Fledgling Wireless Telegraph and Signal Company)نے سب سے پہلا تجارتی پیغام اپنے پہلے گاہک(Lloyds of London) کوایک جہاز راں بیمہ کمپنی کی درخواست پر بین الاقوامی مورس کوڈ کے ذریعے 12 کلومیٹر دور بھیجا۔سمندر، دھند اور چھوٹی بڑی چٹانوں پر سے ہوتا ہوا یہ پیغام دوسری طرف صاف اور واضح سنائی دیا۔ یہ پیغام جہاز کی آمد کے متعلق تھا۔[۱]

ریڈیو کا استعمال امریکہ میں تو بیسویں صدی کے اوائل سے ہی رواج پذیر ہو گیا تھا۔ریڈیو کی نشریات کو سننے کے لیے ریڈیوسیٹ بھی مختلف قسم کے بنائے گئے۔مثلاً ابتدا میں تو کرسٹل کی طرح کے سیٹ بنائے گئے جس کی مدد سے نشریات ایریل فون لگا کر سنی جاسکتی تھیں۔ پھر دن بہ دن ترقی ہوتی گئی،سائنسدان تگ و دو میں رہے کہ ریڈیو میں جدت لائی جائے،اس میں کامیابی یوں ہوئی کہ بجلی کی قوت سے چلنے والا ریڈیو بھی بن گیا۔منزل بہ منزل ریڈیو میں جدت آتی گئی۔جب ریڈیونشریات عام ہونا شروع ہوئیں تو پھر پیچیدگیوں کے حل کے لئے ایک نئے ادارے کی تشکیل ہوئی اور اسے (International Frequency Registration Board) کا نام دیا گیا۔اس کا مقصد تھا کہ کسی ایک ریڈیواسٹیشن کی نشریات دوسرے ریڈیوسٹیشن کی نشریات میں دخل انداز نہ ہوں۔کیوں کہ اگر کوئی سے بھی دواسٹیشن کی فریکوئنسی ایک جیسی ہوگی تو دونوں کی نشریات صاف سنائی نہیں دے گی لہٰذا ہر اسٹیشن کی فریکوئنسی مختلف رکھی جائے تاکہ کسی کو بھی مشکلات نہ ہوں۔دوسری مشکل یہ تھی کہ دوملکوں کے پروگرام عین ایک ہی وقت پر ایک ہی میٹر بینڈ پر نشر ہونگے تو بھی یہی مسئلہ سامنے آسکتا ہے لہٰذا ان کے حل کے لئے مندرجہ بالا ادارہ ترتیب دیا گیا،ان فنی رکاوٹوں کو حل کیا جانے لگا۔ریڈیوتجارتی بنیادوں پر استعمال کیا جانے لگا اس سلسلے میں امریکا کا نام سرفہرست ہے۔دنیا کا پہلا ریڈیواسٹیشن امریکا میں قائم ہوا۔اس ضمن میں غلام حسین جعفری لکھتے ہیں:

کہا جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے پیٹز برگ (Pittsburgh)امریکہ میں پہلا ریڈیو اسٹیشن قائم ہوا جس نے ۱۹۲۰ء میں با قاعدہ طور پر اپنی نشریات کا آغاز کیا۔ انگلینڈ میں مارکونی کمپنی نے چیمز فورڈ (Chelmsford) میں ۲۳رفروری ۱۹۲۰ء سے نشریات شروع کر دیں تھیں جو برٹش براڈ کاسٹنگ کمپنی کے قیام تک جاری رہیں۔[۲]

اس سلسلے میں سجاد حیدر بھی اپنے انداز میں لکھتے ہیں کہ:

دنیا میں سب سے پہلا ریڈیو پروگرام امریکہ میں ایچ۔اے اسندن (H.A. Eussender) نامی ایک شخص نے برنٹ راک میس (Brant RockMass) میں اپنے تجرباتی اسٹیشن سے کرسمس کی شام کو ۱۹۰۶ء میں نشر کیا۔ اس کے بعد نشر ہونے والے تجرباتی پروگراموں میں Lee) (De Forest کا وہ کامیاب کھلا مظاہرہ شامل ہے جس میں اس نے پیرس کے ایفل ٹاور کے اوپر آلات نصب کیے تھے۔ پھر اسی شخص نے ۱۹۱۰ء میں نیویارک کے میٹرو پولیٹن اوپیرا ہاؤس(Metropolitan Opera House) میں پانچ سو واٹ کا ٹرانسمیٹر نصب کر کے اس کے ذریعے ریڈیو پروگرام پیش کیا۔[۳]

ریڈیو پروگرامنگ کی ابتدا ہوگئی، امریکا سے نشریات آن ایئر گئی، ان تجربات کے فوراً بعد، انگلستان تک نشریاتی سفر کا دائرہ وسیع ہوا۔۱۹۲۲ء میں بی بی سی کا قیام عمل میں آ چکا تھا مگر با قاعدہ اس ادارے کا ۱۹۳۷ء میں سرجان ریتھ کو ڈائریکٹر جنرل بنایا گیا۔ برطانیہ میں بی بی سی (B.B.C) کے نام سے سرجان ریتھ نے براڈ کاسٹنگ کی مضبوط بنیاد ڈال دی تھی۔ سرجان ریتھ کے بارے میں زیڈ۔اے بخاری اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:

اس دیو پیکر انسان سرجان ریتھ نے بی بی سی کی بنیاد ڈالی تھی اور ایسی مستحکم بنیاد ڈالی تھی کہ بی بی سی کو کوئی سیاسی، سماجی یا اقتصادی زلزلہ ہلا نہ سکا۔حکومتیں بدل گئیں، اقتصادی بحران آئے۔ باد شاہ مر گئے، بادشاہ تخت سے دست بردار ہو گئے، ملک پر ہٹلر کے گولوں کی برسات ہوئی مگر بی بی سی کا ہاتھی جھومتا جھامتا آگے ہی بڑھتا رہا۔[۴]

اس وقت برصغیر پاک و ہند میں انگریز سامراج کا تسلط تھا۔ اس وجہ سے اور ایک دوسرا واقعہ رونما ہوا۔

وہ تھا عالمی جنگ، اس معرکے نے ریڈیو کی اہمیت کو مزید تقویت دی، اس آلۂ صوت سے یورپ نے پیغام رسانی اور خبریں اور سازش کے عمل کو مربوط کیا۔ اس اعتبار سے انگلینڈ نے اپنے زیر تسلط علاقے یعنی برصغیر پاک و ہند میں بھی ریڈیو کی آمد کو انتہائی ضروری چیز سمجھا۔ حکومت انگریز نے برصغیر میں بھی ریڈیو کو عام کرنے اور اسے قبول عام بخشنے کے لیے بی بی سی کے ڈائریکٹر جنرل جان ریتھ کو یہ کام سونپا۔ برصغیر ریڈیو کی ترقی و ترویج کے لیے غلام حسین جعفری لکھتے ہیں:

> نومبر ۱۹۲۳ء میں بی بی سی کے ڈائریکٹر جنرل نے ذاتی دلچسپی لے کر مارکونی کمپنی کے کرنل سمپسن پر برصغیر ہند میں ریڈیو نشریات کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کیا اور وائسرائے انڈیا تک رسائی کر کے بی بی سی سے ہندستان میں نشریات کے آغاز پر زور دیا۔ جنکی تفصیلات ایچ۔ آر۔ لوتھر نے اپنی کتاب ''انڈین براڈ کاسٹنگ'' میں تاریخ وار بیان کی ہیں۔ ان تجاویز اور مشوروں پر عمل کرتے ہوئے ۲۷/ مارچ ۱۹۲۵ء کو ایک پریس ریلیز ''براڈ کاسٹنگ ان انڈیا'' کے عنوان سے جاری کی گئی جس میں کہا گیا کہ حکومت نجی اداروں کو برٹش انڈیا میں کچھ شرائط کے ساتھ نشریات کرنے کے اجازت نامے یعنی (Licence) جاری کرے گی۔[۵]

برصغیر پاک و ہند میں جب ریڈیو کلب نے جنم لیا تو، مارکونی کمپنی نے ریڈیو اور ٹرانس میٹرز کی ضرورت بڑھانے پر ایک اور کام کیا وہ یہ کہ جس علاقے میں ٹرانس میٹر نصب کیا جاتا تو اس علاقے میں ریڈیو کے سیٹ مفت میں تقسیم کئے جاتے تا کہ ریڈیو کی مقبولیت ہو اور پھلے پھولے۔ ان کاوشوں اور جدوجہد کے باعث سب سے پہلے ۱۹۲۳ء میں کلکتہ میں ریڈیو کلب نے نشریات کا آغاز کیا۔ آئندہ سال میں بمبئی اور مدراس میں بھی ریڈیو کلبوں کے توسط سے نشریات کا آغاز ہوا۔ بالآخر ۲۶/مارچ ۱۹۲۶ء کو ایک معاہدہ ہوا، اس کے تحت بمبئی اور کلکتہ میں ریڈیو اسٹیشن کے قیام کا فیصلہ صادر ہوا اور انڈین براڈ کاسٹنگ کمپنی لمیٹڈ کا قیام عمل میں آیا، جسے ۳۱/مارچ ۱۹۲۶ء کو انڈین ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کر دیا گیا۔

بمبئی اور کلکتہ کے نشریاتی سفر کے آغاز پر مارکونی کمپنی کو ایک اور سوجھی کہ پشاور کی طرف رخ کیا، یہاں کی حکومت سے کہا کہ پٹھانوں اور قبائلیوں تک آپ کی آواز کا پہنچنا انتہائی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں ''مارکونی کمپنی'' نے ٹرانس میٹر بھی مفت میں دیا اور شرط یہ رکھی کہ نشریات کی کامیابی پر ٹرانسمیٹر کے اخراجات ہمیں ادا

کئے جائیں دوسری صورت میں ہم اپنا ٹرانس میٹر واپس لے جائیں گے۔ اس ضمن میں زیڈ۔اے بخاری رقمطراز ہیں کہ:

> مارکونی والوں کے دماغ میں ایک اور بات آئی۔ وہ پشاور پہنچے اور وہاں پر اپنے خرچ سے دس کلوواٹ کا ٹرانسمیٹر نصب کر دیا۔اور سرحد کی حکومت سے کہا کہ قبائلیوں تک تمہاری آواز کا پہنچنا بہت ضروری ہے۔لو یہ مفت کا تجربہ کرو اگر تم کو اس تجربہ میں کامیابی ہوئی تو ہمیں ٹرانسمیٹر کے دام دے دینا ورنہ مابخیر شما بسلامت ہم اپنا ٹرانسمیٹر اٹھا کر لے جائیں گے۔[۶]

یوں ہندوستان کے کلکتہ اور بمبئی کے بعد پاکستان کے شہر پشاور میں ریڈیو نشریات کا آغاز ہوا۔لوگوں کا رجحان بڑھتا گیا، پروگرام مقبول ہوتے چلے گئے، ریڈیو مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔مغرب سے ریڈیو برصغیر پاک و ہند اور اس کے بعد پاکستان پہنچ کر اس نے اپنا سفر جاری رکھا۔سرجان ریتھ نے بی بی سی کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کرنے کے بعد برصغیر کے لیے لائینل فیلڈن نامی شخص کو چنا اور یہاں بطور کمشنر براڈ کاسٹنگ بھیجا، وہ مضبوط اعصاب وقوت ارادی کا مالک تھا، کسی کے دباؤ میں آنے والا نہ تھا۔انگریز ہونے کے باوجود یہاں کے مکینوں سے میل جول میں کوئی ہچکچاہٹ اس کے آڑے نہ آئی۔سرجان ریتھ ڈائریکٹر جنرل بی بی سی نے :'' اپنے ۱۳/اگست ۱۹۳۵ء کو لکھے گئے ایک خط میں دیگر پند ونصائح کے بعد لکھا۔تمہیں جو ایک عظیم ذمہ داری سونپی گئی ہے اس کا یقیناً تمہیں احساس ہوگا اس ذمہ داری سے عمدہ طریقہ پر عہدہ برآ ہونا تمہاری دسترس میں ہے۔کوئی شخص حتیٰ کہ وائسرائے بھی ہندوستان کے لئے وہ کام نہیں کرسکتا جو تم کر سکتے ہو۔''[۷]

فیلڈن کے لئے ایک نیا کام شروع کرنا وہ بھی اجنبی علاقہ اور لوگوں کے ساتھ بہت دشوار تھا وہ بھی اس حالت میں کہ اس پر کئی ایک الزام بھی لگائے گئے تاہم کوئی الزام ثابت نہ ہوسکا۔فیلڈن نے لوگوں کے چناؤ میں بہت احتیاط برتی وہ کچھ یوں کہ ایسے اشخاص کو تلاش کیا کہ جنہیں کام کرنے کی لگن، علمی قابلیت اور فنی صلاحیت ہونی چاہئے۔ یہاں پر ایک ادارہ حکومت برطانیہ نے تشکیل دیا تھا کہ انگریزوں کو اردو زبان سکھائی جائے ، اس ادارے کا دفتر شملہ میں تھا وہاں پر ذوالفقار علی بخاری یہ کام سرانجام دے رہے تھے، انھیں خط لکھ کر بلوایا کہ آپ براڈ کاسٹنگ میں آئیں۔ اس حوالے سے زیڈ۔اے ۔ بخاری اپنی کتاب سرگزشت میں لکھتے ہیں:

ایک دن میں دفتر میں بیٹھا کسی کتاب کا ترجمہ کر رہا تھا ان صاحب کی طرف سے ایک تار ملا جس میں لکھا تھا کہ فیلڈن کی خواہش ہے کہ تم ۲۵/جولائی کو دہلی پہنچو اور اس اثناء میں اپنی، اسناد وغیرہ اسے بھیج دو۔ میں نے تار دو ایک مرتبہ پڑھا اس کے بعد لاحول پڑھی اور تار میز کی دراز میں ڈال کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اس کے دو دن بعد مجھے ان صاحب کا ایک خط ملا اس کے ساتھ وہ خط بھی ملفوف تھا جو فیلڈن نے ان کو لکھا تھا۔ فیلڈن کا خط پڑھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔ اس خط کے ہر لفظ سے ایک نہایت ہی جاذب شخصیت نمایاں ہوتی تھی۔ ۸

کسی بھی نئے ادارے کو مثبت انداز میں آگے بڑھانے کے لئے یہی جذبہ درکار ہوتا ہے جس کا مظاہرہ فیلڈن نے کیا کہ براڈ کاسٹنگ کی مضبوط بنیادوں کا ہونا اشد ضروری تھا۔ لہٰذا زیڈ۔اے۔ بخاری کو براڈ کاسٹنگ کے شعبے میں فیلڈن کی ذاتی کوششوں سے لایا گیا، ان کے بڑے بھائی پطرس بخاری (احمد شاہ بخاری) کو بھی اس شعبے میں لایا گیا۔ دراصل پطرس بخاری لاہور میں لیکچرر تھے انہیں پنجاب حکومت کی طرف سے انٹرویو کمیٹی میں بھیجا گیا تھا اور بعد میں کنٹرولر براڈ کاسٹنگ بنادیئے گئے ، ان کے علاوہ سجاد سرور نیازی، اسرارالحق مجاز اور آغا اشرف کو بھی اس شعبے میں لایا گیا۔

یکم جنوری ۱۹۳۶ء کو دہلی ریڈیو اسٹیشن کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس کا ٹرانسمیٹر ۲۰۔کلوواٹ میڈیم ویوز کا تھا۔ یہ اسٹیشن ۱۸۔علی پور روڈ کے ایک کرائے کے بنگلے میں بنایا گیا۔ دہلی ریڈیو کی باقاعدہ نشریات کے بعد پشاور میں ریڈیو اسٹیشن کا قیام بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ پشاور اسٹیشن برصغیر پاک وہند کا واحد اسٹیشن ہے جس کا براہ راست تعلق مارکونی سے بنتا ہے۔ بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں برصغیر کی آزادی اور خودمختاری کے سلسلے میں لندن میں گول میز کانفرنسیں ہوئی تو صوبہ سرحد کے صاحبزادہ عبدالقیوم نے بھی گول میز کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لندن کا سفر کیا۔ لندن میں ان کی ملاقات ریڈیو کے موجد مارکونی سے بھی ہوئی تھی۔ اس ملاقات میں انھوں نے پہلی جنگ عظیم میں صوبہ سرحد کے جانبازوں کی بہادری کے قصے سنانے کے ساتھ ساتھ صوبہ کی غربت اور پسماندگی کا ذکر بھی کیا تو:

مارکونی ان کی باتوں سے بہت متاثر ہوئے اور صوبہ سرحد میں ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کا وعدہ کیا۔ مارکونی نے اپنا وعدہ دہلی ریڈیو اسٹیشن کے قیام یعنی یکم جنوری ۱۹۳۶ء سے قبل ہی ایفا کر دیا اور

آدھے کلو واٹ کا ایک ٹرانسمیٹر بطور عطیہ پشاور بھجوادیا۔ ٹرانسمیٹر کے تحفے کیساتھ مارکونی نے ۳۰ عدد ریڈیو سیٹ بھی تحفے میں دے دیئے۔ ۶/مارچ ۱۹۳۵ء کو اس وقت کے گورنر صوبہ سرحد سر رالف گرفتھ نے اس ٹرانسیمٹر کا افتتاح کیا اور محمد اسلم خٹک اس کے پہلے اسٹیشن ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔[۹]

گویا کہ پشاور میں ریڈیو کا آغاز دہلی کے اسٹیشن سے بھی قبل ہوا اور پاکستان میں سب سے قدیم اسٹیشن کا اعزاز بھی ریڈیو پشاور کو جاتا ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے برصغیر پاک و ہند میں ۹ ریڈیو اسٹیشنوں کا قیام عمل میں آیا، جن میں لاہور، مدراس، تری چی نو پولی، ڈھاکہ اور لکھنو شامل تھے۔

انسان زندگی کے معاملات و حالات میں جس قدر دباؤ میں رہتا ہے اس کے حوالے سے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے پاس کچھ لمحات ایسے ہوں جو ذہن کو سکون اور مسرت فراہم کریں۔ اس معاملے کو ریڈیو نے بخوبی حل کیا اور لوگوں کے لیے مسرت تفریح اور سکون کی فراہمی کا ذریعہ بنا۔ تفریحی پروگراموں کے سلسلے میں پروگراموں کی اکثریت جن لوازمات پر مشتمل رہی ان میں ڈرامہ، موسیقی، مکالمات، خطابات وغیرہ شامل تھے۔ ان پروگراموں کے علاوہ عوام میں مقبولیت پانے والی ایک ادبی صنف مشاعرہ بھی رہی ہے۔ یہ زیڈ۔اے بخاری نے سوچا کہ شعراء کرام کو کیوں نہ اکٹھا کیا جائے اور ریڈیو پر ان کی شاعری انھی کی زبانی عوام تک پہنچائی جائے۔ ایک اتفاق تھا کہ مشہور و معروف حضرت داغ کی وفات کی تاریخ ان دنوں آنے والی تھی لہذا خیال یہی آیا کہ اس تاریخ کو کیوں نہ برسی کے دن مشاعرے کا بندوبست کر کے حضرت داغ دہلوی کے تمام شاگردوں کو مدعو کر کے ایک نئے انداز کا آغاز کیا جائے:

> حضرت نوح، حضرت شاعر، حضرت سیماب، حضرت جوش ملسیانی اور دیگر تمام شاگردانِ داغ کو دعوت نامے بھیجے گئے کہ فلاں تاریخ دہلی تشریف لائیں اور حضرت داغ کی یاد میں مشاعرہ ہوگا۔ حضرت سائل اور حضرت بیخود کا قرآن السعدین اور پھر تمام ہندوستان کے مانے ہوئے داغ کے شاگرد شاعر۔ وہ مشاعرہ جما کہ اس کی یاد اب تک دل سے محو نہیں ہوئی اور نہ کبھی محو ہوگی۔ یہ ریڈیو کا پہلا مشاعرہ تھا۔[۱۰]

دراصل ریڈیو کا مقصد لوگوں تک تفریح پہنچانا تھا، لیکن ریڈیو کے معماروں نے اس کے ذریعے تفریح

تعلیم و تربیت، خبریں اور تبصرے وغیرہ معاشرے کے لیے نشر کیے۔ تفریح بھی اتنی آسان اور ارزاں کے بغیر کسی اخراجات کے جہاں پر بھی ہوں بہ آسانی پہنچ جائے، تفریح تفنن بھی یکساں نوعیت کی نہیں بلکہ گلدستہ نما تفریحی سامان میسر آ جائے۔ کئی ایسے شاہکار پروگرام نشر کئے کہ نسلوں تک یاد رکھے جاسکیں اور تفریح کے اعتبار سے یہ ریڈیو کی انتہائی بڑی کامیابی ہے۔

ریڈیو اور ادب کی ترویج

ریڈیو کا وجود ہی ابلاغیات کے ذیل میں ہے۔ جب ابلاغ کے معنی کی طرف کچھ غور کریں تو معلوم ہوتا ہے تبلیغ کرنا، پھیلانا، پہنچانا کے معانی ملتے ہیں۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو ریڈیو زبان اور ادب کی ترقی و ترویج کا بڑا داعی ہے۔ جب سے ریڈیو کی ابتدا ہوئی تب سے زبان، تلفظ اور آواز کی شائستگی ہمیشہ قائم رہی۔ ہر ایک پروگرام میں زبان و ادب کی شائستگی کی جھلک ضرور محسوس ہوتی ہے۔ موسیقی کے ذیل میں دیکھا جائے تو اس صنف میں صرف نظم غزل، دوہا وغیرہ سب شعری ادب کی اہم ترین شاخوں میں سے ہیں۔ ڈرامہ بھی ادب ہی کہ اہم ترین اکائی ہے۔ ڈرامے کی ترویج میں بھی ریڈیو نے بہت سارا کام کیا ہے۔ علمی تقاریر ہوں، مذہبی مذاکرے ہوں، ادبی پروگرام ہوں، مزاح ہو، شخصیتی خاکے ہوں یا انٹرویو ہوں۔ گویا ہر صنف میں زبان و ادب کا دامن قدم قدم پر پکڑنا پڑتا ہے۔ لہٰذا ریڈیو نے اس حوالے سے ادب پروری کی ہے۔ ادب کے لیے ریڈیو کی کیا کیا خدمات ہیں اس حوالے سے عظیم سرور کہتے ہیں: ''ریڈیو سے جو کچھ نشر ہو اس کا تلفظ انشاء کے لحاظ سے درست ہونا چاہیے۔ اس لیے کراچی ریڈیو میں تلفظ کے ایکسپرٹ رکھے جاتے۔ ان میں ارم لکھنوی، اور شمس زبیری اہم نام تھے۔''[۱۱]

سید ذوالفقار علی بخاری خود ایک اعلیٰ پائے کے ادیب ہوئے تھے اور خواہش مند تھے کہ ریڈیو کو پاکستان میں ایک باکردار ادارے کے طور پر متعارف کرایا جائے۔ اس خواہش کی کامیابی کے لئے انھوں نے اپنی تمام صلاحیتیں ریڈیو پاکستان کو سونپ دیں اور ان روایات کے حوالے سے برصغیر کو بنیادیں فراہم کیں۔ ریڈیو پاکستان کراچی کے پروگراموں کا کوئی بھی کونا کھنگالیں، ادب کی ندیا رواں دواں نظر آئے گی۔ مثلاً موسیقی کو دیکھیں ایسے نامور گویئے، سازندے، کمپوزر، بہترین قسم کی شاعری، مختلف اصناف شاعری، انواع و اقسام کی موسیقی، راگ، ٹھمریاں، خیال، راگنیاں، گویا ایک قوس و قزح کی جھلمل نظر آتی ہے۔ مشاعرے کو لیں تو

ریڈیو پاکستان کراچی کے نشریاتی سفر کے پہلے روز سے ہی مشاعرے شروع ہوگئے۔ ڈرامے کو لیں تو ریڈیو پاکستان کراچی نے بیشمار ڈرامے نشر کئے شاہکار ڈرامے تخلیق ہوئے۔ بہت سے پرانے اور نئے ڈرامہ نگار وں کی تخلیقات کو لوگوں تک پہنچا کر ایک بہت بڑی خدمت سرانجام دی۔ طنز و مزاح پر مبنی پروگرام ترتیب دیئے گئے، جن میں معاشرتی مسائل کو موضوع بنا کر ہلکے پھلکے انداز میں سامعین کے گوش گزار کئے گئے۔ ان کے علاوہ بچوں، نوجوانوں اور خواتین کے لیے الگ الگ پروگرام ترتیب دیئے جاتے رہے۔ اس سے بچوں کا ادب بھی تخلیق ہوا، نوجوانوں کا ادب بھی اور صنف نازک میں بھی ادبی لگاؤ کو پروان چڑھانے کے لیے پروگرام ترتیب دیے جاتے رہے۔

ریڈیو پاکستان نے خصوصاً پروگرامنگ کو اس طرح ترتیب دیا کہ تفریح کے ساتھ لوگوں کو تعلیم کی رغبت دلائی جائے اور ساتھ ہی اخلاقیات، ادب کو ترویج دی جائے۔ اس ضمن میں عظیم سرور کا خیال ہے: ''لوگوں کو تفریح کی چیزیں بھی مہیا کی گئیں، اس میں ایک احتیاط رکھی گئی کہ تفریح اس طرح دی جائے کہ اس میں ایجوکیشن بھی ہو اور عوام کا معیار بھی بڑھے۔ اچھے شعراء کی غزلیں اور کلام اقبال کو فروغ دیا گیا۔ اس طرح لوگوں کو ایجوکیشن دی گئی۔'' (۲۷) تفریح کے اعتبار سے اور ادب کی خدمت کے حوالے سے ریڈیو کراچی نے کئی کارنامے سرانجام دیئے مثلاً، حقیقت پر مبنی کہانیوں کو ڈرامائی فیچر کے انداز میں نشر کر کے امر کر دیا۔ ایسے طبع زاد ڈرامے نشر ہوئے جنھیں تاریخی حیثیت مل گئی۔ نصر اللہ خان کا ڈرامہ ''لائٹ ہاؤس کے محافظ'' جشن تمثیل کے سلسلے کا پہلا ڈرامہ تھا جو ۲۳ر جنوری ۱۹۵۵ء کو نشر کیا گیا۔ یہ ڈرامہ ریڈیو پاکستان کے چند یادگار اور لافانی ڈراموں میں سے ایک تھا:

> اس ڈرامے کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں صرف دو کردار تھے اور وہ دونوں کردار پاکستان میں ریڈیو نشریات کے بانی جناب ذوالفقار علی بخاری نے ادا کیے تھے۔ ریڈیو پاکستان کے ایک سابق اسٹیشن ڈائریکٹر اور ریڈیو ڈرامے کے حوالے سے مقبول ترین پروڈیوسر شمس الدین بٹ کا یہ ڈرامہ آل انڈیا ریڈیو دلی کے ریکارڈ میں بھی محفوظ ہے۔[۱۲]

اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس وقت کے ڈراموں اور پروگراموں کا معیار کیسا تھا اور لوگوں میں بھی یکساں مقبول تھے۔ موسیقی کو پروان چڑھانے میں ریڈیو پاکستان کراچی کی خدمات سنہری حروف میں لکھنے کے

لائق ہیں۔ یہاں پر ایک اور عظیم خدمت ریڈیو کراچی کے حصے میں آئی وہ پاکستان کے قومی ترانے کا یہاں کے اسٹوڈیوز میں ریکارڈ ہونا ہے۔

> ریڈیو پاکستان کے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ پاکستان کا قومی ترانہ، ریڈیو پاکستان کے کراچی اسٹوڈیوز میں اپنے ہی فنکاروں کی آوازوں میں ریکارڈ کیا گیا۔ جو آج بھی موسیقی کے میدان میں ریڈیو کا اثاثہ ہے۔ ریڈیو پاکستان سے آج بھی براڈ کاسٹ ہونے والا قومی ترانہ وہی ہے جو ریڈیو کے اسٹوڈیوز میں ریکارڈ ہوا تھا۔[۱۳]

جدید، ہلکی پھلکی، کلاسیکی اور لوک موسیقی کے ابواب میں بھی ریڈیو نے کئی اضافے کیے۔ اس کے علاوہ اگر ریڈیو کراچی کی خدمات قائداعظم کی تدفین کی براہ راست نشریات اور ۱۹۶۵ء کی جنگ کے وقت قومی و ملی نغموں کی نشریات بھی شامل ہیں۔ اس کے بعد بھی کئی ایک مراحل ایسے درپیش آئے جن پر ریڈیو پاکستان کراچی نے عوامی خدمات کے معاملے میں ہمیشہ کی طرح اپنا کردار ادا کیا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ محمد اقبال خان اسدی، ڈاکٹر،''ریڈیو پاکستان کراچی کی پچاس سالہ علمی و ادبی خدمات'' کراچی: شہزاد پبلشر ۲۰۱۱ء۔ص ۱۳

۲۔ غلام حسین جعفری،''بابائے نشریات مارکونی سے بخاری تک'' کراچی: نفیس اکیڈمی ۲۰۱۰ء۔ص ۵۹

۳۔ سجاد حیدر،''ریڈیائی صحافت''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، س ن۔ص ۱۴

۴۔ زیڈ۔اے۔بخاری،''سرگزشت''، لاہور: غالب پبلشرز، س ن۔ص ۱۴۴

۵۔ غلام حسین جعفری،''بابائے نشریات مارکونی سے بخاری تک''ص ۶۶

۶۔ زیڈ۔اے۔بخاری،''سرگزشت''ص ۳۹

۷۔ محمد اقبال خان اسدی، ڈاکٹر،''ریڈیو پاکستان کراچی کی پچاس سالہ علمی و ادبی خدمات''ص ۴۹

۸۔ زیڈ۔اے۔بخاری،''سرگزشت''ص ۲۵

۹۔ محمد اقبال خان اسدی، ڈاکٹر، ریڈیو پاکستان کراچی کی پچاس سالہ علمی و ادبی خدمات''ص ۶۰

۱۰۔ زیڈ۔اے۔بخاری،''سرگزشت''ص ۱۲۸
۱۱۔ عظیم سرور،''انٹرویو'' (غیر مطبوعہ) کراچی: ۲۴؍جولائی ۲۰۱۰ء (مملوکہ محقق)
۱۲۔ محمد اقبال خان اسدی، ڈاکٹر، ''ریڈیو پاکستان کراچی کی پچاس سالہ علمی اور ادبی خدمات''ص ۲۶۹
۱۳۔ غلام حسین جعفری، ''بابائے نشریات مارکونی سے بخاری تک''ص ۱۷۳